

علام اقبال اور پنی یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنس، گیس پپر زفری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایل کی مشقیں دیتے ہیں۔

مضمون	:	القرآن الحکیم
سطح	:	بی اے (الشهادۃ العالیۃ)
کوڈ	:	472
مشق	:	01
سمسٹر	:	بہار 2025ء

سوال نمبر 1۔ سورہ بقرہ کے دوسرے رکوع کا سلیں ترجمہ کریں اور اس رکوع میں منافقین کی جن عادات کو بیان کیا گیا ہے ان کی وضاحت کریں۔ جواب۔

سورہ بقرہ کا دوسرا رکوع: مفہوم اور تشریع

سورہ بقرہ کا دوسرا رکوع اسلامی تعلیمات اور ایمانیات کا ایک اہم نکتہ نظر پیش کرتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے دل کے حال اور اعمال کے درمیان تعلق کو واضح کر کے ہمیں یہ سمجھایا ہے کہ ایمان کا درست ہونا صرف یک زبانی دعویٰ نہیں ہے، بلکہ اس کے لئے دل کی کہرا یوں سے اتنا اور اپنے افعال کو اس کے مطابق ڈھانا ضروری ہے۔ یہ پہلو اس رکوع کی روح ہے، جو معنوں کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے اور ان کی زندگیوں میں ایک روشن راستہ تعمیر کرتا ہے۔ ایمان کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یوں واضح کیا ہے کہ مومن وہ ہیں جو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اور اس کے رسولوں پر کامل ایمان رکھتے ہیں۔ ان کے پاس ایک ایسی بصیرت ہوتی ہے جو انہیں سمجھاتی ہے کہ نیکی کی زندگی عارضی ہے اور اس کے مقابلے میں آخرت کی زندگی کی قدر ان کا ایک حقیقی حقیقت کے طور پر سامنے لاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ایمان کو مضبوط رکھتے اور اس کی بنیادوں کو مستحکم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی زندگی کا مقصد صرف اس دنیا کی عارضیت نہیں ہے بلکہ وہ اپنی آخرت کی بہتری کے لئے بھی جدوجہد کرتے ہیں۔ منافقین کی عادات اور رویوں کی حاشیچ کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ نے اس رکوع میں ایسے افراد کی خصوصیات کو بیان کیا ہے جو ظاہری ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں، مگر ان کے دل میں کچھ اور ہوتا ہے۔ ان کا یہ دعویٰ نہ صرف ان کے اپنے ایمان کی بر巴ادی کا باعث بنتا ہے بلکہ یہ معاشرے میں بھی بے اعتمادی اور شکوہ و شہادت کی خصا کو پیدا کرتا ہے۔ منافقین کی پہلی عادت یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو مومن ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ ان کے اعمال اس کے برکس ہوتے ہیں۔ ایسے افراد کا ذہنی تضاد نہیں ایک نہ ختم ہونے والے دور میں بتلا کر دیتا ہے، جس میں وہ ہمیشہ خداشت اور ڈر کی حالت میں زندگی بس رکرتے ہیں۔

منافقین کی دھوکہ دہی: اجتماعی اعتماد کی جاہی

منافقین کی ایک اہم عادت یہ ہے کہ وہ دوسروں کو دھوکہ دیتے ہیں کیونکہ وہ دوسروں کو یہ باور کرتا ہے کہ وہ مومن ہیں، مگر درحقیقت وہ اپنے دل میں کچھ اور رکھتے ہیں۔ ان کا یہ دعویٰ نہ صرف ان کے اپنے اعمال کی بے بنیادیت کو ظاہر کرتا ہے بلکہ یہ بھی معاشرتی طور پر ایک ہمیک خطرابن جاتا ہے۔ جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ کھل کر بات نہیں کر پاتے تو باہمی اعتماد کمزور پڑ جاتا ہے۔ ایسے منافقین کی بنیادیں ہلنا شروع ہو جاتی ہیں، اور اس کے نتیجے میں ایک ایسا ماحول پیدا ہوتا ہے جہاں لوگ ایک دوسرے سے ڈرتے ہیں اور اخلاقیات کو چھوڑ کر صرف اپنی ذات کی فکر کرتے ہیں۔

منافقین کی خود غرضی: ذاتی مفادفات کا خیال
منافقین کی ایک اور بڑی عادت یہ ہے کہ وہ اپنے ذاتی مفادفات کے حصول کے لئے کچھ بھی کرنے کو تیار رہتے ہیں، چاہے اس کے لئے اپنے رشتے یا اصولوں کو متحیث کرنا پڑے۔ وہ ایک طرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی بات کرتے ہیں اور دوسری جانب خود کو مفادفات کی محبت میں گرداتے ہیں۔ ان کی یہ عادت انہیں ایک غیر ذمہ دار فرد کی صورت میں پیش کرتی ہے، جس کے سب سے زیادہ اثرات ان کے معاشرتی تعلقات پر مرتب ہوتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے قریبی افراد کے ساتھ بھی دھوکہ دہی کرنے لگتا ہے، اور یہ چکر ایک نہ ختم ہونے والی زنجیر بن جاتا ہے جو معاشرتی اخحطاط کی طرف لے جاتا ہے۔

معاشرتی پیغام اور اخلاقیات کا زوال

منافقین کی عادت کا ایک بڑا پہلو یہ ہے کہ وہ اپنے منفی رویوں کی وجہ سے معاشرتی اخلاقیات کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ جب بھروسہ ختم ہو جاتا ہے، تو لوگ ایک دوسرے کے ساتھ درست تعامل کرنے میں بھی ہمچکا ہٹ محسوس کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ منافقین دراصل ایک خطرناک تہذیب کے علمبردار بن جاتے ہیں، جو اجتماعی استحکام کو مؤثر طور پر متاثر کرتی ہے۔ ان کی چالاکی اور دھوکہ دہی کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ مختلف سرکاروں (معاشرتی و سیاسی)

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تحسیز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علام اقبال اور پن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسمگنٹس، گیس پپر زفری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایل کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میں بھی اعتماد نہیں کر پاتے، جس کی وجہ سے معاشرہ مختلف بحرانوں کا شکار ہو جاتا ہے۔

دین اور ایمانی جستجو کا نقدان

منافقین کی ایک اور خاص بات یہ ہے کہ وہ دین کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ان کی یہ عادت ان کی بے اعتقادی، بے حوصلگی، اور ایمان کی عدم چیختگی کا ثبوت ہے۔ وہ صرف اس بات کی پرواہ کرتے ہیں کہ ان کی زندگی کی ضروریات کیسے پوری ہوں، جبکہ دین کی سچائی کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے، جو کہ دراصل ان کی زندگی کا اصل مقصد ہونا چاہئے۔ اس طرح وہ اپنی زندگی میں ایک خلاپیدا کرتے ہیں جو دینی راہنمائی کے بغیر پر نہیں ہو سکتا، اور ان کی یہ بے بسی ان کے اندر ورنی عدم اعتماد کو بڑھاتی ہے۔

حقیقی مقام کی تلاش میں نااہلی

منافقین کی عادت یہ بھی ہے کہ وہ اپنی کامیابیوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ یہ افراد اپنی حقیقت کو چھپانے کے لئے ایک مندرجہ بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں جس کا تعلق ان کی اصل حیثیت سے نہیں ہوتا۔ اس کا نتیجہ یہ مکسلٹ ہے کہ وہ نہ صرف اپنے آپ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں، بلکہ وہ اپنی کیونٹی کو بھی اپنے جھوٹ کی بنیاد پر متاثر کرتے ہیں۔ اس طرح، وہ اپنے تینیں کامیاب نظر آتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود کو ایک بڑی دیوالگی کا شکار بناتے ہیں۔

اختصار اور نتیجہ

سورہ بقرہ کا دوسرا کوئی ہمیں کئی اہم سبق فراہم کرتا ہے۔ یہ ہمیں بتاتا ہے کہ حقیقی ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے دل و دماغ کو ایک کر کے اللہ کی رضا کی طلب کریں۔ مومنانہ زندگی گزارنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے اعمال کو اپنی زبانی دعووں کے مطابق ڈھانیں، تاکہ ہم حقیقی مومنین کی صفت میں شامل ہو سکیں۔ اس دوران، ہمیں منافقین کی عادات سے نہ صرف آگاہ رہنا چاہئے بلکہ ان سے دور رہنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے، تاکہ ہم اپنے ایمان کی بنیادوں کو مضبوط بنا سکیں۔ اس روکوں کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے، اسی اپنی زندگی کو بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ اپنے معاشرے کی بھلانی کے لئے بھی کام کر سکتا ہے۔ سوال نمبر 2 - سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۷۲ تا آیت نمبر ۹۵ کی وہی میں بنی اسرائیل کے تعارف، فضیلت کی وجوہات اور ان کی نافرمانیوں پر مفصل نوٹ تحریر کریں۔ جواب۔

بنی اسرائیل کے آباء اجداد پر جو نعمت الہیہ اعماق کی گئی تھی لہی کا ذکر ہو رہا ہے کہ ان میں سے رسول ہوئے ان پرستاں میں اتریں انہیں ان کے زمانہ کے دوسرے لوگوں پر مرتبہ فرمایا گیا جیسے فرمایا۔ انہیں ان کے زمانے کے (اور لوگوں پر) ہم نے علم میں فضیلت دی۔ اور مزید فرمایا۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو لے کر جو تم پر انعام کی گئی ہے تم میں اس کے پیغمبر پرداز تھیں بادشاہ بنیا اور وہ دیا جو تمام زمانے کو

نہیں دیا۔ تمام لوگوں پر فضیلت ملنے سے مراد ان کے زمانے کے تمام اور لوگ ہیں اس لئے کہ امت محمد یا ان سے تینیں افضل ہے اک امت کی نسبت فرمایا گیا ہے۔

تم بہترامت ہو جو لوگوں کے لئے بنائی گئی ہوتم بھلائیوں کا حکم کرنے والے اور بھائیوں سے روکنے والے ہو اور اللہ تعالیٰ پر میکاں رکھتے ہو اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔ (47)

حشر کا منظر: نعمتوں کو بیان کرنے کے بعد عذاب سے ڈرایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ کوئی کسی کو کچھ فائدہ نہ دے گا جیسے فرمایا آیت (ولاتر واڑ روز راخی یعنی کسی کا

بوجھ کسی پر نہ پڑے گا اور فرمایا "اس دن ہر شخص نفس انسانی میں پڑا ہوا ہو گا اور فرمایا اے لوگوا پس رب کا خوف کھا اور اس دن سے ڈرو جس دن باپ بیٹی کو اور بیٹا باپ

کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکے گا"۔ ارشاد ہے آیت (ولا یقبل منها شفاعة) یعنی کسی کافر کی نہ کوئی سفارش کرے نہ اس کی سفارش قبول ہو اور فرمایا ان کافر کو شفاعت

کرنے والوں کی شفاعت فائدہ نہ دے گی دوسری جگہ اہل جہنم کا یہ مقولہ نقل کیا گیا ہے کہ افسوس آج ہمارا نہ کوئی سفارش ہے نہ دوست۔ (48)

احسانات کی یادو ہانی: ان آیتوں میں فرمان باری ہے کہ اے اولاد یعقوب میری اس مہربانی کو بھی یاد رکھو کہ میں نے تمہیں فرعون کے بدترین

عذابوں سے چھکا رادیا، فرعون نے ایک خواب دیکھا تھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ بھڑکی جو مصر کے ہر قطعی کے گھر میں گھس گئی اور بنی اسرائیل کے مکانات میں

علام اقبال اور پنیونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسمائیں، گیس پپر زفری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایل کی مشقیں دستیاب ہیں۔

نبی گئی جس کی تعبیر یقینی کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں اس کا غرور ٹوٹے گا اس کے اللہ کے دعویٰ کی بدترین سزا سے ملے گی اس لئے اس

ملعون نے چاروں طرف احکام جاری کر دیئے کہ بنی اسرائیل میں جو بچہ بھی پیدا ہو، سرکاری طور سے اس کی دیکھ بھال رکھی جائے اگر لڑکا ہو تو فوراً مارڈ الاجائے اور لڑکی

ہو تو چھوڑ دی جائے۔ علاوه ازیں بنی اسرائیل سے سخت بیگاری جائے ہر طرح کی مشقت کے کاموں کا بوجھان پڑاں دیا جائے۔ (49)

عمرو بن میمون اودی فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر نکلے اور فرعون کو خبر ہوئی تو اس نے کہا کہ جب مرغ بولے تب سب نکلو اور سب کو

کپڑ کر قتل کر ڈالوں یعنی اس رات اللہ تعالیٰ کی قدرت سے صحیح تک کوئی مرغ نہ بولا مرغ کی آواز سنتے ہی فرعون نے ایک بکری ذبح کی اور کہا کہ اس کی کلنجی سے میں فارغ

ہوں اس سے پہلے چھلا کھو بیٹوں کا شکر جرام میرے پاس حاضر ہو جانا چاہئے چنانچہ حاضر ہو گیا اور یہ ملعون اتنی بڑی جمعیت کو لے کر بنی اسرائیل کی ہلاکت کے لئے

بڑے کروفر سے نکلا اور دریا کے کنارے انہیں پالیا۔ اب بنی اسرائیل پر دنیا نگ آگئی پچھے بھیں تو فرعونیوں کی تلواروں کی بھینٹ چڑھیں آگے بڑھیں تو مچھلیوں کا لقمه

بنیں۔ اس وقت حضرت یوش بن نون نے کہا کہ اے اللہ کے نبی اب کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا حکم اللہ چھار اہنما ہے، یہ سنتے ہی انہوں نے اپنا گھوڑا اپنی میں

ڈال دیا لیکن گھرے پانی میں جب غوطے کھانے لگا تو چھر کنارے کی طرف لوٹ آئے اور پوچھا اے موسیٰ رب کی مدد کہا ہے؟ ہم نہ آپ کو جھوٹا جانتے ہیں نہ رب کو

تین مرتبہ ایسا ہی کہا۔ اب حضرت موسیٰ کی طرف دھی آئی کہ اپنا عصادر یا پر ما رو عصادر تھی پانی نے راستہ دے دیا اور پہاڑوں کے طرح کھڑا ہو گیا حضرت موسیٰ اور

آپ کے مانے والے ان راستوں سے گزر گئے انہیں اس طرح پارا تر تے دیکھ کر فرعون اور فرعونی افواج نے بھی اپنے گھوڑے اسی راستہ پر ڈال دیئے۔ جب تمام کے

تمام میں داخل ہو گئے پانی کو مل جانے کا حکم ہوا پانے کی ملتے ہی تمام کے تمام ڈوب مرے بنی اسرائیل نے قدرت اہمی کا یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے کنارے پر کھڑے

ہو کر دیکھا جس سے وہ بہت ہی خوش ہوئے اپنی آزادی اور فرتوں کی بر بادی اسی کے لئے خوشی کا ہبب بنی۔ (50)

چالیس دن کا وعدہ: یہاں بھی اللہ بر تو اعلیٰ اپنے احیانات یاد دلار ہا ہے جب کہ تمہارے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس دن کے وعدے پر تمہارے پاس سے

گئے اور اس کے بعد تم نے گوسالہ پرستی شروع کر دی پھر ان کے آئندے چب تم نے اس شرک سے توبہ کی تو ہم نے تمہارے اتنے بڑے کفر کو بخش دیا اور قرآن میں ہے

”ہم نے حضرت موسیٰ سے تمیں راتوں کا وعدہ کیا اور دس بڑھا کر پوری چالیس راتوں تک کیا“ کہا جاتا ہے کہ یہ وعدے کا زمانہ ذوالقعدہ کا پورا مہینہ اور دس دن

کے تھے یہ واقعہ فرعونیوں سے نجات پا کر دریا سے پچ کر نکل جانے کے بعد پیش آیا تھا۔ (51)

مطلوب یہ ہے کہ با وجد دس شرک جملیٰ کے ہم نے تم سے در گزر فرمائی اور تمہاری توبہ منظور کی اور تم کو فی الفور ہلاک نہ کیا (جیسے آل فرعون کو اس سے کم قصور پر ہلاک کر دیا

تھا) کہ تم ہمارا شکر ادا کرو اور احسان مانو۔ (52)

آیت نمبر 53: اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور میجرے عنایت کیے تا کہ تم بدایت حاصل کرو۔

آیت نمبر 54: اور جب موسیٰ نے اپنے قوم کے لوگوں سے کہا کہ جھائیو! تم نے پچھڑے کو (معبد) ٹھیکرانے میں (بڑا) ظلم کیا ہے تو اپنے پیدا کرنے والے کے آگے تو بہ کرو اور اپنے تینیں ہلاک کر ڈالو، تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے حق میں یہی بہتر ہے، پھر اس نے تمہارا قصور معاف کر دیا، وہ بیشک معاف کرنے والا (اور) صاحب رحم ہے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسیز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علام اقبال اور پنیونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنس، گیس پپر زفری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایل کی مشقیں دیتے ہیں۔

آیت نمبر 55: اور جب تم نے (موی سے) کہا کہ موی جب تک ہم خدا کو سامنے نہ کیجیے لیں گے تم پر ایمان نہیں لائیں گے تو تم کو بجلی نے آگھیرا اور تم دیکھ رہے تھے۔

بنی اسرائیل کی کہانی میں ان کی نافرمانیوں اور غلطیوں کا بھی ذکر ہے، جب انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی یا غیر اللہ کی عبادت کی۔ یہ چیز اس بات کی نشانی ہے کہ جب بھی کوئی قوم اللہ کے احکام سے منہ موڑتی ہے تو وہ آزمائش میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ، اللہ کی طرف سے عذاب آنے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

درس عبرت: اللہ تعالیٰ کی یہ تعلیمات ہمیں یہ سمجھاتی ہیں کہ اگر ہم بھی اپنی زندگی میں اللہ کی راہنمائی کو چھوڑ دیں گے یا اس کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کریں گے تو ہم بھی مشکلات کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اس لیے ہمیں ان کے تجربات سے سبق سیکھنا چاہیے اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کرنا چاہیے۔

اخلاقی و روحانی تعلیم: یہ آیات ہمیں یہ با در کراتی ہیں کہ صحیح راستہ اختیار کرنے کے لئے اللہ کے احکام پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ان ہدایات کی پیروی سے ہم اپنی زندگی کو بہتر بناسکتے ہیں اور اپنی روحانی و اخلاقی قدریں بھی مضبوط کر سکتے ہیں۔

نتیجہ: بنی اسرائیل کے واقعات کا یہ تذکرہ ہمیں اس بات کی یاد دہانی کرتا ہے کہ اللہ رحم نے والا ہے، مگر ان کا عذاب بھی حقیقت ہے۔ ہمیں اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیے اور اللہ کی راہنمائی کو اپنے لئے مشغول رہا بانا چاہیے۔ یہ سب کچھ ہمارے اپنے اعمال اور نیت کے مطابق ہی ہوتا ہے، اور یہ ہمارے ہاتھ میں ہے کہ ہم اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کریں یا اس کی نافرمانی کریں۔

سوال نمبر 3 - سورہ بقرۃ کی آیت نمبر ۳۸ کا سلیس ترجمہ کیسیں اور اس میں بیان ہونے والے حقوق اللہ اور حقوق العباد کو الگ کر کے ان کی وضاحت کریں۔

جواب -

سورہ بقرہ کی آیت نمبر 83 کا سلیس ترجمہ: سورہ البقرۃ کی آیت نمبر 83 میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ساتھ ایک عہد کا ذکر کیا ہے، جس میں بعض بنیادی احکام کی وضاحت کی گئی ہے۔ یہ آیت بنیادی طور پر اللہ اور مخلوق کے درمیان حقوق، تعلقات اور انسانی معاشرت کے اصولوں کو بیان کرتی ہے۔ اس آیت کا ترجمہ یوں ہے کہ "اور جب ہم نے تم سے عہد لیا تھا کہ تم صرف اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو، اور اپنے والدین، رشتہ داروں، قیمتوں، اور مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اور لوگوں سے اچھی باتیں کرو، اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ و حجہ پھر تم نے اس عہد کے بعد سوائے تھوڑے سے لوگوں کے پھر جانا شروع کیا۔" اس آیت کی تفصیل میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی وضاحت کرنا ہم ہے تاکہ ہم مجھ سکیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے ساتھ ہمارے لئے کیا فرائض مرتب کیے ہیں۔

حقوق اللہ کے مضمین

آیت کا آغاز اللہ کی عبادت سے ہوتا ہے، جہاں اللہ تعالیٰ نے واضح طریقہ اعلان کیا ہے کہ تم صرف اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ یہ بنیادی عقیدے کی بنیاد ہے، جو مسلمانوں کی زندگی کا ایسا ہم حصہ ہے جس پر ایمان کا دار و مدار ہے۔ اللہ کی واحدیت کا عقیدہ ہی اسلامی شخص کی بنیاد ہے۔ یہ واضح کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا دراصل انسانی زندگی کی بنیادی غلطی ہوگی۔ اس بات کی وضاحت اس لحاظ سے بھی ضروری ہے کہ عبادت کا مفہوم صرف ظاہری نفل و واجب پڑھنے تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ انسانی زندگی کے ہر گوشے میں اللہ کی حاکیت تعلیم کرنے کے مترادف ہے۔ ایک مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے دل کی گہرائیوں سے یہ محوس کرے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا حاکم، رازی، اور کار ساز ہے جبکہ یہی نہیں بلکہ جو دیت کی یہ حالت انسان کے لئے روحانی سکون اور یہیم خوشحالی کی بنیاد پر فراہم کرتی ہے۔ جب انسان اللہ کی عبادت کرتا ہے تو وہ دراصل اپنے آپ کو اس کی رحمتوں کے دروازوں سے مانے کھڑا کر دیتا ہے، جو اس کی زندگی کو خوشیوں سے بھر دیتی ہیں۔ اس حصے میں ہماری عبادت میں جو خلوص و حجت کا عصر شاہ ہونا چاہئے، وہ ہمیں بتاتا ہے کہ اگر ہم حقیقی معنوں میں اللہ کی رضا کے طبقاً رہیں تو ہمیں اس کی تمام باتوں کو دل سے ماننے کے لئے تیار ہنا چاہئے۔ اس کے علاوہ، یہ آیت ہمیں یہ بھی سکھاتی ہے کہ اگر انسانی زندگی میں کسی قسم کی سلوک کرنا بھی اس آیت میں واضح کیا گیا ہے۔ والدین کی حیثیت انسان کی زندگی میں بے حد اہم ہوتی ہے۔ ان کی محبت و قربانی کی مثال تو صرف انسانی زبان سے ہی بیان نہیں کی جاسکتی، بلکہ یہ ان کے عمل، ان کے قربانیوں کے قصے میں چھپی ہوتی ہیں جن کی کوئی قیمت نہیں لگائی جاسکتی۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، والدین کا حق ان کی عمر بھر کی محنت کا صلد دینا ہے۔ اولاد پر یہ فرض ہے کہ وہ نہ صرف ان کا احترام کریں بلکہ ان کی ضروریات کا خیال بھی رکھیں، چاہے وہ ماں ہوں یا روحانی۔ یہ والدین کی دعاؤں کا اثر ہی ہے جو کہ اولاد کو ماں بھی کی راہوں پر گامزن کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی اتنی تاکید کی ہے کہ اس کے بغیر ایمان کی تکمیل کو ممکن نہیں سمجھا جاتا۔ والدین کے بعد مسئلہ رشتہ داروں کا آتا ہے، جو کہ اسلامی روایات میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت اس لیے کی گئی ہے تاکہ معاشرتی رشتے مضبوط ہوں اور انسانی بھائی چارے کی بنیادیں مزید مستحکم ہوں۔ اسلامی ثقافت میں رشتہ داری دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرنشپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسیز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علماء قابل اور پنین یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنس، گیس پپر زفری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایل کی مشقیں دیتا ہیں۔

کا حق ادا نہ کرنا دراصل اپنے دین سے دوری کو دکھاتا ہے۔ اگر ہم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے میں غافل رہیں تو یہ ایک نہ ختم ہونے والے سماجی مسائل کو جنم دے سکتا ہے۔ اس بات کا اعتراف ضروری ہے کہ یہ رشتہ ہی ہے جو انسان کو ہر مشکل وقت میں سہارا دیتے ہیں، چاہے وہ مالی ہو یا جذباتی۔

تیموں کے ساتھ سلوک

تیموں کے حقوق کی دیکھ بھال بھی اس آیت کا ایک اہم حصہ ہے۔ تیموں کی مدد دین کا ایک بڑا تقاضا ہے، جو کہ اسلام میں خاص طور پر یاد کیا گیا ہے۔ یتیم کی حیثیت متاثرہ انسان کی ہوتی ہے جسے والدین کی محبت و سرپرستی سے محروم رکھا گیا ہے۔ تیموں کا خیال رکھنا نہ صرف ایک انسانی فریضہ ہے، بلکہ یہ اسلامی معاشرت کی بنیاد کو مٹھکم کرتا ہے۔ تیموں کی سرپرستی کرنے کا عمل انسان کو نہ صرف اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلاتا ہے بلکہ اسے معاشرتی برادری کا درس بھی دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں تیموں کے حقوق کی حفاظت ضروری سمجھی گئی ہے۔ یہ صرف اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ ہم تیموں کی جسمانی ضروریات کا خیال رکھیں، بلکہ ان کے جذبات اور روحانی حالت کی بھی اہمیت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ تیموں کی مدد کرنے سے سماجی توازن اور ذاتی سکون ہزاروں گناہ بڑھ جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی تعدل ہے جو نہ صرف ان کے لئے مفید ہے بلکہ ہمیں بھی ایک خوشحال زندگی کی طرف لے جاتی ہے۔ مزید برا آں، مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی بات بھی کی گئی ہے۔ اسلام کا یہ تصور انسانیت کے ساتھ خیر خواہی کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ مسکین صرف مالی لحاظ سے کمزور نہیں ہوتے بلکہ بعض اوقات وہ ذہنی تباہ؟، جذباتی دباو، یا عدم اعتماد کا شکار بھی ہوتے ہیں۔ اسلام نے انسانی ہمدردی کا درس دیتے ہوئے ان کے ساتھ احسان کا سلوک کرنے کی تاکید کی ہے۔ یہ انسانی زندگی کی وہ حقیقت ہے جسے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ خوش تقسیم کرنے میں ہی ہے، خصوصاً ان لوگوں کے درمیان جو ضرورت مند ہیں۔ مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی ترغیب دینے کے ساتھ ہی، اسلامی تعلیمات میں یہ بھی شامل ہے لہمیں مسکینوں کی مدد سے صرف اپنے حق ادا نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہمیں ان کی عزت نفس کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ نیکی یہ ہے کہ ہم ان کی مدد ایسے نہ لٹھانیں کہ وہ خود کو تم تھوس نہ کریں۔ یہ ہمدردی کا جذبہ انسان کو بند کرتا ہے اور معاشرتی تانے بازے کو مٹھکم کرتا ہے۔

لوگوں سے بہتر باتیں کرنے کی اہمیت

آیت میں لوگوں کے ساتھ اچھے سلوک کا ذکر بھی کیا گولے، جو انسانی معاشرت کے لئے ایک اہم اصول ہے۔ انسانوں کے درمیان محبت، احترام اور بارہمی تعاون کے بغیر زندگی کا کوئی تصور نہیں ہو سکتا۔ لوگوں کے ساتھ اچھی باتیں کرنا، ان کے درکو سمجھنا، اور عزیزیوں کی طرح پیش آنانہ صرف معاشرتی مسائل کو کم کرتا ہے بلکہ انسانی زندگی میں خوشیوں کا بھی اضافہ کرتا ہے۔ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ اچھے تعلقات بنائیں گے تو یقینی طور پر معاشرت میں امن اور سکون کی فضا پرواداں چڑھے گی۔ انسانی زندگی میں ایک دوسرے کے ساتھ خوشگوارو یہ اپنا نہتھ ضروری ہے کیونکہ یہ معاشرتی میں ملادپ کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ ایک آدمی اگر اپنے آس پاس کے لوگوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کرتا ہے تو وہ نہ سرف ان کے دلوں میں اپنی جگہ بناتا ہے بلکہ انہیں بھی اپنی خوشی کا حصہ بناتا ہے۔ اس طرح کی خوشگوار بات چیت انسانوں کے درمیان دوستی اور محبت کو فروغ دیتی ہے جو کہ کسی معاشرے کی کامیابی کی بنیاد ہوتی ہے۔ اہل ایمان کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ وہ دوسروں سے بات کرتے وقت زمی اور سمجھداری کا مظاہرہ کریں تاکہ ان کے قول کی تاثیر خوشگوار ہو۔

نماز کا قیام

نماز کا قیام آیت میں ایک اور اہم حکم ہے۔ نماز کے ذریعے ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بندگی کا انھصار کرتے ہیں۔ یہ صرف ایک عبادت ہے بلکہ یہ روح کی پاکیزگی کا ذریعہ بھی ہے۔ اصلاح نفس کے لئے نماز بہت ہی اہمیت کی حامل ہے، کیونکہ یہ ہمیں اللہ کی یاد لانا تھا اور باطنی سکون عطا کرتی ہے۔ نماز کی پابندی کرنے والا مسلمان نہ صرف اپنی روحانی حالت کو بہتر کرتا ہے بلکہ انسان برادری کے سامنے بھی ایک مثال قائم کرتا ہے۔

نمازو زانہ کی بنیادوں پر اللہ کی طرف رجوع کرنے کا ایک ذریعہ ہے، اور یہ یہیں اللہ کے تحریک کرتی ہے، کیوں کہ ہر عمل کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہی اصل کا میابی کی طرف لے جاتا ہے۔ جب ہم نماز درست کرتے ہیں تو ہم دراصل ایک ایسا کنش قائم کرتے ہیں جو زندگی کی تمام مشکلات میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت

زکوٰۃ دین کا ایک اہم ستون ہے، جس کی وجہ سے انسان کے اندر مالی معاملات میں اللہ کی رضا کا خیال رکھنے کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کے ذریعے ہم اپنے مال کی کچھ حصہ معاشرے کے نادر افراد کو دیتے ہیں، جو ہماری ذاتی دولت کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔ یہ عمل ہمیں اپنی دولت کی اصلاحیت کا احساس دلاتا ہے اور ہماری خود غرضی کو کم کرنے میں مدد کرتا ہے۔ زکوٰۃ دین کی ایک اہم عبادت ہے جو کہ دل کو زرم کرتی ہے اور روح کی صفائی کا سبب بنتی ہے۔ زکوٰۃ دینے کا عمل نہ صرف دوسروں کی مدد کرتا ہے بلکہ یہ ہمیں انفرادی طور پر بھی روحانی سکون عطا کرتا ہے۔ جب ہم اپنی دولت کے کچھ حصے کو خدا کی راہ میں دیتے ہیں تو ہمیں ایک خاص خوش ملتی ہے، جو کہ اپنے فائدہ خود پر چھوڑنے کی بجائے دوسروں کی خوشی میں موجود ہوتی ہے۔

عواوی عہد کی احیاء

آیت نمبر 83 میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ذکر کیا کہ اس عہد کے بعد بعض لوگوں نے اس سے پھر جانا شروع کیا۔ یہ اس بات کی یاد دہانی ہے کہ معاهدے اور دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے ائمٰن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسیز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علماء اقبال اور پن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنس، گیس پپر زفری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایل کی مشقیں دیتے ہیں۔

وعدوں کی پابندی ایمان کی ایک علامت ہے۔ جو لوگ عہد کر کے پھر جاتے ہیں، وہ دراصل اپنی دینی اور اخلاقی ذمہ داریوں کو نظر انداز کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں کسی بھی وعدے کی پاسداری کا سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ یہ عہد، خواہ وہ اللہ کے ساتھ ہو یا مخلوق کے ساتھ، ہماری ایمانی حالت کو متاثر کرتا ہے۔ اس آیت کے پس منظر میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ بعض لوگ اللہ کے احکامات سے بے پرواہ کر اپنے ذاتی مفادات کی خاطر یہ عہد توڑ دیتے ہیں، جس کی مثالیں آج بھی ہمارے معاشرتی نظام میں موجود ہیں۔ اس صورتحال کے نتیجے میں وہ لوگ معاشرتی اعتبار سے بھی مایوس ہو جاتے ہیں، اور ان کی خود اعتمادی کمزور ہو جاتی ہے۔

انسانی زندگی میں عہد کی اہمیت

انسانی زندگی میں عہد کی اہمیت پر زور دینا اس آیت کا ایک انتہائی اہم پہلو ہے۔ معاهدے کی پاسداری کرنے والوں کو اللہ کا خاص فضل حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ عہد توڑنے والوں کے لئے درد اور مسائل کا سامنا ضروری ہوتا ہے۔ اس آیت کو سمجھنے کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ عہد کی پاسداری بلکہ معاشرتی سطح پر بھی خوشحالی کا باعث بنتی ہے۔ جب لوگ اپنے وعدوں کی پاسداری کرتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرتے ہیں، جو کہ اجتماعی خوشحالی کی بنیاد پر اہم کرتا ہے۔ یہ آیت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے اور انہیں نبھانا چاہئے، چاہے وہ اللہ کے ساتھ ہوں یا مخلوق کے ساتھ۔ ایسے طلب کو سمجھنے کے بعد، ہم اپنی زندگیوں میں ایک ثابت تبدیلی لاسکتے ہیں، جو کہ نہ صرف ہماری ذات بلکہ پوری معاشرت کی بہتری کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

معاشرتی ذمہ داریاں

آیت نمبر 83 میں موجود فرمائیں اسلامی معاشرت کے بنیادی اصولوں کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ انسانی معاشرت میں ہر فرد کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ نہ صرف اپنے حقوق کا خیال رکھے بلکہ اپنے فرائض بھی پوری طرح نبھائے۔ معاشرتی ذمہ داریوں کی ادائیگی ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے فرد نہ صرف اپنی بلکہ پورے معاشرے کی بہتی کے لئے کوشش رہتا ہے۔ انسان جب ان اصولوں کی پاسداری کرتا ہے تو وہ اپنی اور اپنے بھائی کی مشکلات کو حل کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور اس طرح معاشرت میں امن و سکون کا ایسا ماحول بنتا ہے جو سب کے لئے فائدہ مند ہوتا ہے۔ مشکلات اور چیزیں جس کا سامنا کرتے وقت، ان اصولوں کی پاسداری ہمیں متوازن زندگی بسرا کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق معاشرت میں چلنے والی ہر کارروائی کا ایک مقصد ہونا چاہئے، جو کہ لوگوں کے حقوق کی یقینیت اور ان کی بھلائی میں مضمون۔ معاشرتی مسئلے کا حل تلاش کرتے وقت ہمیشہ اس بات کو مد نظر رکھنا چاہئے کہ ہمارا ہر عمل اللہ کی رضا کے لئے ہے۔ آیت نمبر 83 کے مضامین انسانی معاشرت پر گہرائیات مرتب کرتے ہیں۔ یہ نہ صرف انفرادی زندگی بلکہ اجتماعی سطح پر بھی تبدیلیوں کا باعث بنتے ہیں۔ جب ایک فرد اللہ کے حقوق اور لوگوں کے حقوق کا خیال رکھتا ہے تو اس کی زندگی میں سکون، خوشحالی، اور محبت کی فضای پیدا ہوتی ہے۔ یہ اثرات آہستہ آہستہ ایک narrativelarger کا حصہ بنتے ہیں، جو پورے معاشرے کو ثابت تبدیلیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ آج کی دنیا میں جہاں فتنہ و فساد، بے راہ روی، اور دھوکہ دہی بڑھ رہی ہے، ان اصولوں کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ اگر ہر فرد کی سطح پر ان اصولوں کا احیاء کریں تو اس کے اثرات ایک مضبوط اور خوشحال معاشرہ بنانے میں مدد و رہنمائی ہوں گے۔ معاشرت کو متوازن رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم ان تعلیمات پر عمل کریں، ورنہ ہم اپنی روحانی حالت کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

عمل کی ضرورت

ایمان کی حقیقی زندگی میں ان تعلیمات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ صرف لفظی طور پر ان حقائق کا علم ہونا کافی نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے اعمال کے ذریعے ان کے معنی کو سمجھتا اور ان کی پاسداری کرتا رہے۔ عمل کی ضرورت میں اس بات کا احساس دلاتی ہے کہ ہمارا ہر عمل ایک عزم کی صورت میں ہونا چاہئے۔ یہ عزم ہمیں ہماری دی گئی صلاحیتوں کے استعمال کی راہ دکھاتا ہے، تاکہ ہم اپنے فرائض کو بہتر انداز میں پورا کر سکیں۔ سورہ البقرہ کی آیت 83 کی تعلیمات اور پرمیان کردہ تمام مسائل کا حل بھی پیش کرتی ہیں اور زندگی کے ہر پہلو میں کامیابی کا راستہ بھی دکھاتی ہیں۔ انسان و پھر ہے کہ وہ اس بات کو سمجھے کہ اللہ کی رضا کے لئے دی جانے والی کوششیں اور قربانیاں بھی بھی ضائع نہیں ہوں گی۔ اس لئے، ہمیں چاہئے کہ ہم ان تعلیمات پر نہ صرف ایمان کے ساتھ عمل کریں بلکہ اپنے روزمرہ کے معاملات میں بھی ان کا اطلاق کریں، تاکہ ہم اپنی زندگی کو صحیح طور پر گزر سکیں اور ایک کامیاب مسلمان کی حیثیت سے جیئیں۔ آیت نمبر 83 ہمیں یہ پہلو بھی بتاتی ہے کہ مذہب کی بنیاد پر معاشرتی انصاف اور برابری کو فروع غیر کارکناہ کا نہماں ہم ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے اس توازن کے نتیجے میں معاشرتی انصاف قائم ہوتا ہے، جو کہ تمام لوگوں کو ایک مساوی موقع فراہم کرتا ہے۔ یہ بات نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ پوری انسانی برادری کے لئے فائدہ مند ہے۔ اگر ہم اس پہلو کو سنجیدگی سے لیں تو ہم ایک ایسے معاشرے کی تشكیل کر سکتے ہیں جہاں ہر فرد کو اپنے حقوق اور فرائض کا مکمل اور اک ہو، اور وہ ان کی پاسداری کرتا رہے۔ انصاف کا یہ احساس انسانوں کے درمیان محبت اور ہمدردی کے رشتے کو مضبوط کرتا ہے۔ عوامی حقوق کا اتمام بلا نقش، انسانی اقدار کی فراہمی کے لئے ناگزیر ہے، اور اس بات کی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس معاشرت کو بنیاد پر اہم کی ہے۔ اگر ہم انصاف اور برابری کی تعلیمات کو اپنائیں تو ہم ایک مضبوط اور خوشحال معاشرہ قائم کر سکتے ہیں، جہاں ہر ایک فرد عزت اور محبت کے ساتھ زندگی بسرا کسکے۔

انسانی روپیوں میں تبدیلی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے ائرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسیز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علام اقبال اور پن بیرونی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنس، گیس پپر زفری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایل کی مشقیں دیتا ہیں۔

آیت کے پیغام کا ایک انتہائی ثابت اثر انسانی رویوں میں تبدیلی کے حوالے سے بھی ہے۔ معاشرتی تبدیلی کا عمل شروع ہوتا ہے ہر فرد کی سوچ اور رویے سے۔ اگر ایک فرد اللہ کی عبادت و بنندگی کی روح کو سمجھتا ہے اور اپنے والدین، رشتہ داروں، قیمتوں اور مسکینوں کا خیال رکھتا ہے تو یہ یقینی طور پر ایک مثبت تبدیلی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس طرح، وہ اپنی ذات میں تبدیلی لاتا ہے جو کہ معاشرت میں بھی نئی روح پھونک دیتا ہے۔ انفرادی سطح پر ہونے والی یہ تبدیلیاں آہستہ عمومی سطح پر بھی اپنا اثر ڈالتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مومن کی اصلاح اس کی روحانیت کو بڑھاتی ہے اور اس کے اعمال کو بہتر بناتی ہے۔ جیسے جیسے ہر فرد اپنی اصلاح کی طرف بڑھتا ہے، ویسے ہی معاشرت میں ایک نئی توانائی اور مثبتیت پیدا ہوتی ہے۔ آیت 83 کی تعلیمات کا عملی اطلاق تجھی ممکن ہے جب ہم اپنی روزمرہ کی زندگیوں میں ان کو شامل کریں۔ ہمدردی، رحمت، معاف کرنے کا جذبہ، اور معاشرتی تعاون کو پروان چڑھانے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ ان تعلیمات کا درست طریقے سے اطلاق کرنا ہمارے ایمان کا ضامن ہوگی، اور اسی طرح ہم اپنے دینی اور اخلاقی بھرم کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ جب ہم اپنے اعمال کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ کا فرمان ہمیشہ رہنمائی کریگا۔ ان تعلیمات کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا کہ ہم نہ صرف اپنی روحانی حالت کو بہتر بنائیں گے بلکہ معاشرتی استحکام کے لئے بھی ایک مصلحہ بنیاد رکھیں گے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے دوستوں اور قریبی افراد کے ساتھ اس بات کی تبلیغ کریں، تاکہ ایک ایسا دور شروع ہو جہاں یہیکی اور بھلائی کو بڑھایا جائے، اور معاشرت میں امن و محبت کی فضاقائم ہو۔

آیت نمبر 83 کی تعلیمات ہمیں ایک اہم پیغام دیتی ہیں کہ ہمیں اپنی اور دوسروں کی روحانی حالت کی بہتری کے لئے کوشش رہنا چاہئے۔ اس حوالے سے دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری بھی ہوتی ہے۔ جہاں ایک طرف ہمیں خود کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا ہوگا، وہیں دوسروں کو بھی اس پیغام کی طرف راغب کرنا ہوگا۔ ایک مسلمان کی زندگی کی حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی فطرت کی بنا پر ایکداعی کا کردار ادا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ نے بھی معافی، رحم، اور محبت کے پیغام کو دنیا تک پہنچانے کا فریضہ انجام دیا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم کو اپنے اندر سوکھا سے دیگر افراد تک بھی پہنچائیں، تاکہ ہم اس معاشرت کے فردین سکیں جو کہ اللہ کے احکامات کے مطابق کہی جاتی ہے، اور جو کہ معاشرہ کی بیतری کا سبب بنتی ہے۔ سورہ بقرہ کی آیت 83 کی ان تعلیمات کا مقصد صرف انفرادی تربیت نہیں بلکہ معاشرتی، بہتری بھی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ان تعلیمات کو عالم کریں اور معاشرے میں ان کا اطلاق کریں۔ یہ اجتماعی بہتری کا عمل نہ صرف ہمیں معاشرتی دباؤ سے نکالے گا بلکہ ہمیں ایک نئے دور کی طرف بھی لے جائے گا۔ دوسروں کی مدد کرنا، اونان کے مسائل میں شرکت کرنا، اونان کے ساتھ رحم و دلی سے پیش آنا ہی، ہمیں اس بات کا احساس دلاتا ہے کہ ہم ایک چھوٹے سے معاشرتی جزا حصے ہیں، جو انسانی جان کے احترام میں جتنا ہے۔ یہ سب تلاش کرنے کا عمل اللہ کی رضا کا بھی مظہر ہے، جو ہمیں حصول کے راستے دکھاتا ہے۔ یہ آیت ہمیں ایک نئی روحانی ترقی کے سفر پر بھی مدعاو کرتی ہے۔ روحانی ترقی کا عمل نہ صرف ذات کے اندر کی صفائی کا مقنایضی ہے بلکہ یہ انسانی رابطوں میں بھی نکھار لاتا ہے۔ اپنی اندر ہونی حالت کی ترقی سے ہم نہ صرف خود کو بلکہ اپنے آس پاس کے لوگوں کو بھی فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔

یہ سفر خود احتسابی کا عمل ہے، جہاں ہمیں اپنی غلطیوں کا سامنا کرنا ہوگا اور ان پر غور کرنا ہوگا۔ یہ غور و فکر ہی ہمیں اپنے اعمال کو بہتر بنانے کی راہ دکھاتا ہے، تاکہ ہم اللہ کے قریب تر ہو سکیں۔ حقیقی روحانی ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی ذات کے اندر جھانپھیں، اپنے فرض کی ادائیگی کریں، اور معاشرت کے ہر حصے میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں۔

اسلام کی جامع تعلیمات

آیت نمبر 83 میں بیان کردہ مفہوم نہ صرف انسانی حقوق کی پاسداری کا درس دیتے ہیں بلکہ یہ ایک جامع اسلامی معاشروں کے قیام کی بنیاد بھی ہیں۔ ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ تعلیمات کا اخخار صرف عبادات تک محدود نہیں ہے، بلکہ ان کی عملی نکاتی ہر شعبے میں ضروری ہے۔ یہ آیت ہمیں اس بات پر بھی غور کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے کہ ہمیں کسیے ایک زیادہ مہذب، محرمت، اور ذمہ دار معاشرہ قائم کرنا ہوگا۔ ہمیں وہ معاشرت ہے جس کا القصور اسلام نہیں دیا ہے، اور جس کے پیچھے ایک مضبوط فلسفہ موجود ہے۔ اگر ہم اس فلسفے کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو ترتیب دیں تو ہم ایک کامیاب اور خوشحال معاشرت کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔ آیت میں عہد کی یاد دہانی ہمیں خود احتسابی کا سبق دیتی ہے۔ ایک مومن کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اعمال کا جائزہ لے، اپنے وعدوں کی پاسداری کرے، اور اپنی ذمہ داریوں کو لاہور میں بنک کا حصہ مانے۔ خود احتسابی کا عمل صرف انفرادی سطح پر ممکن ہیں رکھتا بلکہ یہ اجتماعی بہتری کے لئے بھی ضروری ہے۔ جب ہم اپنی غلطیوں کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں تو ہم ایک ایک مثبت مثال دیتے ہیں۔ اس خود احتسابی کے عمل کی بنیاد پر ہی ہمیں اپنے عقائد کی تائید ہوتی ہے۔ یہ ہماری زندگی کے ہر لمحے کو نورانی بنا تاہے، اور ہمیں ایک ایسی راہ پر گام زن کرتا ہے جو اللہ کے قرب کا باعث بنتی ہے۔ سورہ بقرہ کی آیت 83 کی تعلیمات ہمیں یہ بھی باور کرتی ہیں کہ تدبیر اور فکری گہرائی کا مظاہرہ کس قدر ہم ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اسلام کی تعلیمات کو صرف متن کی حیثیت سے نہ دیکھیں، بلکہ ان کے احکامات پر غور کرتے ہیں تو ہم اپنی زندگی کے ہر شعبے کو نورانی بناتے ہیں۔ یہ تدبیر انسان کو زیادہ بصیرت عطا کرتا ہے، جس کے ذریعے وہ اپنی زندگی کو بہتر بن سکتا ہے۔ ہمیں اپنی زندگیوں میں ان اہمات کو سمجھنے کے بعد آگے بڑھنے کی ضرورت ہے، تاکہ ہم اپنے حقوق اور ذمہ داریوں کو بہتر طریقے سے نجاگیں۔ یہ دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے ائرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسیز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علام اقبال اور پنیونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسمگنٹس، گیس پپر زفری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایل کی مشقیں دیتے ہیں۔

آیت ہمیں یاددا تی ہے کہ ہماری زندگی میں حقیقی کامیابی اسی وقت ممکن ہے جب ہم اللہ کی راہنمائی اور اس کے احکامات پر عمل کریں گے۔
سوال نمبر-4 سورہ بقرہ کے روکوں نمبر ۲۱ کی آیات کا سلیس ترجمہ اور تشریح تحریر کریں۔
جواب۔

سورہ بقرہ روکوں نمبر 12 کا سلیس ترجمہ

سورہ بقرہ کے روکوں نمبر 12 میں اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے لوگوں کی حالت کا ذکر کیا ہے جو اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں، اور انہوں نے اپنے ایمان کو اس طرح جھٹلا دیا کہ وہ دین کی حقانیت کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ان کے دلوں پر قفل لگ چکے ہیں، اور یہ صرف زبانی دعوے کرتے ہیں، ان کی عمل میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ یہ آیت ہمیں اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہیں کہ صرف زبانی دعوے کسی بھی دعوے کی حقیقت کی ضمانت نہیں دیتے، بلکہ اصل چیز انسان کے دل کی سچائی اور اس کے عمل کا دورہ ہے۔
قلوب کے قفل

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے دلوں پر قفل ہیں۔ اس حقیقت کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص حق بات سن کر بھی اس پر یقین نہیں رکھتا تو اس کے دل پر ایسی علامات پیدا ہو جاتی ہیں جو اس حق کی طرف آنے سے روکتی ہیں۔ جب دلوں پر قفل لگ جایا جاتا ہے تو انسان کے لیے یہ ممکن نہیں رہتا کہ وہ سچائی کو دیکھ سکے یا سمجھ سکے۔ یہ واقعی ایک خطرناک صورت حال ہے۔ ایسی حالت میں انسان نہ صرف اپنے ایمان سے دور ہوتا ہے بلکہ معاشرتی برا بیوں، جہالت اور گمراہی کی طرف بھی راغب ہو جاتا ہے۔ ان دلوں کی حالت اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ وہ اپنے رب سے بچھڑا کر چکے ہیں اور ان کی اپنی خواہشات ہی ان کی راہنمائی کرتی ہیں۔ دلوں پر قفل ہونے کی صورت میں یہ لوگ جتنے بھی دعوے کریں، ان کے اعمال اس کی حقیقت کو کمل طور پر نکال دیتے ہیں، جو کہ ان کے دعوے کی خانی کی نشانی ہے۔ یہ آیات اس بات کی شدت کو ظاہر کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ہدایت سے دور کر دیا ہے جو حق بات کوں کر بھی اس کی طرف راغب نہیں ہوتے۔
ایمان کے دعوے اور ان کی حقیقت

اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ بات واضح کی ہے کہ ایمان کی اصل حقیقت عمل کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ بہت سارے لوگ دنیا بانی طور پر مسلمان ہوتے ہیں، لیکن جب ان کی عملی زندگی کا معاملہ کیا جاتا ہے تو وہ دعوے کرتے ہیں کہ وہ اپنے ایمان میں چے ہیں، لیکن ان کے اعمال انہیں کا شواہ نہیں دیتے۔ یہ بات مسلمانوں کے لئے ایک بڑے سبق کی حیثیت رکھتی ہے کہ ان کو اپنے دعوے کی پیشگوئی کے ماتھا اپنے اعمال کو بھی درست کرنا ہوگا۔ ایمان کی حقیقت کو سمجھنے کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ ہمیں اپنی زندگی میں اصلاح و فکر کی ضرورت ہے۔ اگر ہماری نعلیٰ میں اللہ کی خضا کوشال نہیں کیا جاتا تو ہماری عبادات بھی ناقص رہ جائیں گی۔ اس لئے، آیات میں یہ پیغام دیا جا رہا ہے کہ ہم اپنے ایمان کو صرف زبانی دعوے تک محدود نہ رہیں، بلکہ اس کی تصدیق اپنے اعمال سے کریں۔ ان آیات کی ایک اور تشریح یہ ہے کہ انسان کے اندر نفاق کی علامات دیکھی جاسکتی ہیں۔ نفاق کی حالت میں انسان اپنے آپ کو اس طرح پیش کرتا ہے جیسے وہ مومن ہو، لیکن اس کے دل میں شکی خیالات ہوتے ہیں۔ یہ آیات اس ریاست کا بھی احاطہ کرتی ہیں کہ بعض لوگ دین کی جانب صرف اس وقت آتے ہیں جب انہیں فائدہ ہو یا کسی خاص مقصد کے لئے آتے ہیں، ورنہ ان کے دل میں دین کے اصولوں کی قد نہیں ہوتی۔ نفاق کا یہ دروازہ اس وقت ہلتا ہے جب انسان فی نیت خالص نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرم رہے ہیں کہ یہ لوگ صرف اپنے مفادات کے لئے دین کا بابول بالا کرتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کے دل کی کیفیت اس کے خلاف ہے۔ اس طرح کی آیات ہمیں متنبہ کرتی ہیں کہ ہمیں اپنی نیت کو خالص کرنا ہوگا، تاکہ ہم اللہ کے قرب ہو سکیں۔
علم کی اہمیت

آیات میں علم کی فضیلت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ علم انسان کو راہنمائی فراہم کرتا ہے اور اسے حق و باطل کے درمیان فرق کرنے کی طاقت دیتا ہے۔ جو لوگ علم کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو سناوارنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کے دلوں کو ایمان کی روشنی ملتی ہے۔ علم کے بغیر انسان کے لئے دین کو سمجھنا نمکن ہوتا ہے۔ دین کا علم انسان کے اندر جوش و خروش پیدا کرتا ہے، اور وہ اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے عملی اقدامات کرتا ہے۔ یہ آیات ہمیں اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہیں کہ علم حاصل کرنا نہ صرف فرض ہے بلکہ یہ ایمان کی ترقی اور اصلاح کے لئے بھی لازمی ہے۔ اخ؟ کی فکری جھوپوں کو دور کرنے کے لئے علم کا ہونا ضروری ہے، تاکہ ہم اپنے ایمان کی حفاظت کر سکیں۔ دل کی حیثیت انسانی زندگی میں بہت اہم ہے، اور یہ نہ صرف روحانی بلکہ جسمانی صحت کے لئے بھی نیمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ جب دل پاک ہوتا ہے تو انسان کے اعمال بھی بہتر ہوتے ہیں۔ اسی طرح، جب دل پر قفل لگ جاتے ہیں تو انسان کی روحانی حالت بگڑ جاتی ہے۔ یہ آیات دل کی گہرائیوں میں جھاٹکنے کی دعوت دیتی ہیں تاکہ ہم یہ سمجھ سکیں کہ ہمیں اپنے دل کی حالت کو بہتر بنانا ہے۔ دل کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اعمال پر نظر رکھیں، اپنے گناہوں کو پیچا نہیں اور اللہ سے تو قرہ باری کریں۔ جب ہم اپنے دل کو خالص کرتے ہیں تو اللہ ہماری زندگیوں میں ہدایت کی راہیں کھول دیتا ہے۔ یہ آیات اس بات کی یادداہانی کرنے کے لئے ہیں کہ انسان کو ہمیشہ اپنے دل کی حالت کی فکر کرنی چاہئے اور اپنی روح کو اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے تیار کھانا چاہئے۔ عمل کی اہمیت

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تحسیز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علام اقبال اور پنیونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنس، گیس پپر زفری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایل کی مشقیں دیتے ہیں۔

آیات میں عمل کی اہمیت کو بار بار بیان کیا گیا ہے، کہ ایمان کی سچائی کا امتحان عمل سے ہی ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنے دعوے کے ساتھ عمل نہیں کرتا تو اس کا ایمان کمزور ہوتا ہے۔ یہ آیات ہمیں یہ سمجھاتی ہیں کہ ایمان ایک ٹول تو ہے، مگر اس کا استعمال عمل کے ذریعے ہی کرنا ہے۔ عمل نہ صرف ایمان کی تصدیق کرتا ہے، بلکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کرنے کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔ ایک مومن کا فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اللہ کی رضا کو یقین بنائے اور اپنے ایمان کو صحیح علمی انداز میں ثابت کرے۔ اسی طرح، ایمان اور عمل کے تابنے باñے کی مضبوطی ہمیں دین کی راہ پر گامزن رہنے پر اصرار کرتی ہے۔

اللہ کی رحمت

اللہ کی رحمت کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ وہ دلوں کے حال کو جانتا ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مختلف لوگوں کی حالت کو بیان کیا ہے، اور یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ سب کی حالت کو جانتا ہے۔ اللہ کی رحمت دلوں کی اصلاح کے لئے دروازے کھوئی ہے۔ جن لوگوں کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں، انہیں اللہ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے، وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں تاکہ ان کے دلوں کو سکون نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو ہدایت نہیں دی، ان کے دلوں کی حالت کی طرف توجہ دیتے ہوئے ان کی کمزوریوں کی نشاندہی کی ہے۔ یہ آیات ہمیں یہ سمجھاتی ہیں کہ ہمیں اللہ کی رحمت کی طلب کرنی چاہئے اور اپنے اعمال کی اصلاح کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ کی رحمت کے بغیر کوئی بھی انسان ہدایت حاصل نہیں کر سکتا۔ آیات میں دین کی سچائی کا بھی ذکر ہے۔ جو لوگ اپنے دین کی حقیقت کو سمجھتے نہیں ہیں، وہ ہمیشہ شک میں رہتے ہیں۔ دین کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے عقائد کی گہرائی میں جائیں اور حقیقت کو جانے کی کوشش کریں۔ یہ آیات ہمیں بتاتی ہیں کہ دین کی صحیح تشریخ اور اس کا ادراک ہی ہماری زندگیوں و سనوار نہ کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اسلام کی سچائی کو سمجھنے کے لئے لازمی ہے کہ ہم اپنے دلوں کی صفائی کریں اور حقائق کو کوشش کریں۔ حقیقت یہی ہے کہ دین تو سچائی اور عمل پر منی ہے، اور جب ہم اپنے دل کے قفل کو کھولتے ہیں تو ہم دین کی حقیقت کو بہتر طور پر سمجھتے ہیں۔ اس طرح ہم نہ صرف اپنی زندگیوں کو سنوارتے ہیں بلکہ معاشرت کی اصلاح کی طرف بھی قدم بڑھاتے ہیں۔

معاشرتی اثرات

ان آیات کی تعلیمات کامعاشرتی پہلو بھی ہے۔ جب ایک معاشرہ انفرادی مستوات پر اصلاح کرتا ہے تو وہ بہترین معاشرت کی بنیاد کی تشکیل کرتا ہے۔ یہ آیات ہمیں یاد دلاتی ہیں کہ اگر ہم اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہمارے دلوں کی حالت بہتر ہوتی ہے اور ہماری معاشرت میں بھی بہتری آتی ہے۔ معاشرتی بہتری کے لئے ضروری ہے کہ ہم سب اپنے دین کی سچائی کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ جب افراد اپنی زندگیوں میں اللہ کی رضا کو شامل کریں گے تو ان کی معاشرت میں خلل آنا ممکن ہوگا۔ اس طرح، ہم اپنے مضبوط اور شکم معاشرت کی جانب بڑھیں گے، جہاں ہر شخص اپنے حقوق اور فرائض کو سمجھتا ہے اور انہیں پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اصلاح کی راہ

آیات میں اصلاح کی راہ بھی واضح کی گئی ہے۔ جب انسان اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس کی حالت بہتر ہوتی ہے۔ اصلاح کی یہ راہ صرف زبانی دعویٰ کرنے تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس کے لئے عمل کی طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ آیات ہمیں یاد دلاتی ہیں کہ ہمیں اپنی زندگیوں میں اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے اور اللہ کی رضا کے لئے کوششیں کرنی چاہئیں۔ اصلاح کی راہ میں ہمیں اپنی کیوں کو پہچاننے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمیں یہ سمجھنا ہو گا کہ اللہ حیم اور غفور ہے، اور ہمیں اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے۔ یہ بات بھی انہم ہے کہ ہم اپنے دل کی صفائی کریں اور اپنے اعمال کو درست کریں، تاکہ اللہ ہماری اصلاح کی کوششوں کو قبول کرے۔

اللہ کی رضا کی طلب

آیات میں اللہ کی رضا کی طلب کی اہمیت کو جاگر کیا گیا ہے۔ جب ایک شخص اللہ کی رضا کو طلب کرتا ہے تو اس کی زندگی میں برکتیں آتی ہیں۔ یہ آیات ہمیں یہ سمجھنے پر مجبور کرتی ہیں کہ ہمیں زندگی کو اللہ کی راہ میں بس رکنا چاہئے، تاکہ تم اس کی رحمت حاصل کر سکیں۔ اللہ کی رضا کی طلب ہماری زندگی کے ہر پہلو کو روشن کرتی ہے۔ جب ہم اپنی نیت کو اللہ کی رضا کے لئے خالص کرتے ہیں تو ہمارے دلوں میں حکوم اور اطمینان آتا ہے۔ یہ آیات ہمیں یہ بھی یاد دلاتی ہیں کہ اللہ کی رضا کا حصول ہی انسان کی کامیابی کا راستہ ہے، اور یہی وہ لکھ ہے جو ہمیں دین کی اصل حقیقت کا ادراک کرنے میں مدد کرتا ہے۔ آئیوں میں فلاح کا راستہ بھی واضح کیا گیا ہے۔ فلاح کا راستہ ہمیشہ اللہ کی جانب لے جاتا ہے، اور وہ لوگ جو اپنے دلوں کی اصلاح کرتے ہیں، وہ ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں۔ یہ آیات ہمیں بتاتی ہیں کہ جو لوگ اللہ کے راستے پر گامزن ہیں، وہ فلاح پاتے ہیں، اور یہی اصول ہمیں اپنی زندگیوں میں اختیار کرنا چاہئے۔ فلاح کا یہ راستہ ہمیں محنت اور جدوجہد پر یقین دلاتا ہے۔ الگی احکامات کی پیروی کرنا اور اپنے اعمال کو بہتر بنانا ہمیشہ کامیابی کا زینہ فراہم کرتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم فلاح کی طلب میں ایمان کی راہ پر چلیں، اور اس راہ میں ہم اپنے اعمال کو بہتر بنانے کی کوشش کریں، تاکہ ہم اپنی زندگیوں کو کامیابی کی طرف لے جاسکیں۔

ایک مضبوط بنیاد کی ضرورت

آیات میں ایک مضبوط بنیاد کی خصوصیت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ جب ہمارے دل مضبوط ہوتے ہیں تو ہم اپنی زندگیوں میں بہتر عمل کر سکتے ہیں۔ یہ آیات ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ ایک مضبوط بنیاد ہمیشہ اچھے عمل کا سبب ہوتی ہے۔ ایک مضبوط بنیاد تشکیل دینے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی نیت کو صحیح کریں اور اپنے اعمال کو

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے ائرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسیز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علام اقبال اور پنیونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسمائیش، گیس پپر زفری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایل کی مشقیں دیتے ہیں۔

اللہ کی رضا کے خاطر پورا کریں۔ یہی وہ بنیاد ہے جو ہمیں معاشرتی بہتری کی طرف لے جاتی ہے۔ جب ہم اپنی بنیاد کو مضبوط کرتے ہیں تو ہم ایک مستحکم معاشرت کی تشکیل کے لئے بھی تیار ہوتے ہیں، جس میں ہر فرد اپنے حقوق اور فرائض کو طے کرتا ہے۔

سوال نمبر 5— سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۲۴ تا ۱۵۰ کی روشنی میں تحول قبلہ کا واقعہ اور حکمت تحریر کریں۔

جواب۔

تحویل قبلہ کا واقعہ: ایک تفصیلی جائزہ

سورہ بقرہ کی آیات 142 سے 150 میں تحول قبلہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، جو کہ اسلامی تاریخ کا ایک اہم مرحلہ ہے۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب نبی اکرم کو حکم دیا گیا کہ مسلمان اپنے قبلہ کو تبدیل کریں۔ اس آیت کے ذریعے یہ واضح کیا گیا ہے کہ مکہ مکرمہ کی مسجد الحرام کو قبلہ بنانے کا معاملہ عہد نبوت کی اہمیت کا نشان ہے۔ یہ آیات مسلمانوں کی تاریخ میں ایک خاص مقام رکھتی ہیں، کیونکہ اس کے ذریعے نہ صرف قبلہ کی تبدیلی کا عمل ہوا بلکہ یہ بھی واضح ہوا کہ اللہ کی رضا کی خاطر بعض اوقات اپنی روایات کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ آیت کی ابتدائی تفصیل میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "بے شک ہم نے تمہیں مکہ کی جانب ایک قبلے کی حیثیت سے مندرج کیا تھا"، جو مسلمانوں کے لئے ایک نشانی تھی۔ یہ آیات مسلمانوں کے عقیدے کی مضبوطی کی علامت ہیں اور یہ بتاتی ہیں کہ اللہ کے پیغمبر کی ہدایت پر عمل کرنا کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔ جب مسلمانوں نے اپنے قبلے کی تبدیلی کا فیصلہ سناتا ہیں میں بعض میں انحراف کے جذبات پائے گئے، لیکن اس کے باوجود اللہ کی حکمت اور رحمت پران کا یقین تھا۔

گزوئہ قبلہ کی اہمیت

قبلہ کی تبدیلی کے واقعہ کی ابتدائی ہے کہ مسلمان پہلے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں تھے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو اس وقت تک برقرار رہی جب تک کہ اللہ کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کوئی حدیث نہیں ملی۔ یہ بات اہم ہے کہ ابتدائی دور میں یہ تبدیلی یقیناً کل علماء ۔ کے دلوں میں ایک خاص اہمیت رکھتی تھی، کیونکہ بیت المقدس کو بھی ایک بہت ہی مقدس مقام سمجھا جاتا تھا۔ یہ ارضی اہمیت اسلامی عقائد میں اہمیت کی حامل تھی، کیونکہ یہ مقام انبیاء کی سرزی میں رہا ہے۔ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کے باوجود مسلمانوں کے دل و دماغ میں شدید محبت تھی۔ تاہم، ایسا لگتا تھا کہ اللہ کی طرف سے نئی ہدایت آچکی ہے، اور اس ہدایت میں جو کہ مکہ کی طرف رخ کرنے کا امر تھا، یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ اس میں اللہ کی حکمت تھی، تاکہ امت مسلمہ کی بنیاد کو مزید مضبوط بنایا جاسکے۔ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کے دروازے، مسلمانوں کو یہیں کیا جائے کہ اس کی محبت اور عقیدت کی ترجمانی ہو رہی ہے۔

تحویل قبلہ کی نویں

جب اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کو مکہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیں، تو یہ ایک بہت بڑی تبدیلی تھی۔ اس حکم کی نویں مسلمانوں کے لئے ایک بڑی خوشی کا موقع تھی، کیونکہ انہیں اپنے ایمان اور اپنی شناخت کو مزید مستحکم کرنے کا موقع فراہم ہوا۔ اس آیت میں اللہ کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ "نماز کی جماعت میں جسے تم منتخب کرو گے، وہی تمہاری جماعت ہوگی"۔ یہ بات مسلمان معاشرت کے لئے ایک نیا دور لے آئی، جس میں ایک نئی شناخت اور تیکھتی کا حساس موجود تھا۔ تحویل قبلہ کا یہ واقعہ مسلمانوں کے لیے ایک امتحان بھی تھا، کیونکہ کسی وقت تک انہیں اپنی عبادتوں کے نئے نئے تبدیلی قبول کرنی پڑی۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ہدایت یہاں ایک حکمت ہے میں ہوتی ہے، اور اس کا مقصد توحید کی عظمت کو بیدار کرنا ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ بعد میں دیکھا گیا، اس ہدایت نے مسلمانوں کے تحت ایک نئی روح پھونک دی اور ان کی عبادتوں کو ایک نئی جہت دی۔

ابتدائی عمل

جب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا تو مسلمانوں کے ابتدائی عمل مختلف تھے۔ کچھ لوگوں نے اس تبدیلی کو خوشی اور سرسرت کا تھوڑا قبول کیا، جبکہ کچھ لوگوں میں شکوک اور شبہات کا ابھار بھی دیکھا گیا۔ یہ بات اہم ہے کیونکہ مسلمانوں کو اپنے بھی شناخت کا ذمہ دار ہونا پڑتا ہے، اور ایسی صورت حال میں بعض لوگوں کے ذہنوں میں سوالات جنم لیتے ہیں۔ سابق وقت کی روایات، جو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے سے متعلق تھیں، اب تبدیل ہو گئی تھیں، اور اس تبدیلی نے مسلمانوں کو اپنی گز شہی عبادت کے طرز عمل کی طرف گھرائی سے سوچنے کی دعوت دی۔ یہ آیات اسی بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم نازل ہوتا ہے تو مومن کا فرض ہے کہ وہ بلا تردید اس پر عمل کرے، چاہے اس میں کوئی ذاتی تنازع یا شکوک و شبہات موجود ہوں۔

جماعہ مسلمین کی اہمیت

جب تحویل قبلہ کا واقعہ پیش آیا تو یہ بات واضح ہوئی کہ جماعت اسلامیں کی شمولیت اور تیکھتی ایک بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ آیات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو باہمی اتحاد کی اہمیت پر زور دیا، تاکہ اس تبدیلی کے بعد وہ مضبوطی سے دین کے راستے پر گامزن رہ سکیں۔ یہ تیکھتی ہی تھی جو انہیں ایک نئی طاقت عطا کر رہی تھی، جس نے انہیں اپنے راستے پر ثابت قدم رہنے کی ترغیب فراہم کی۔ مسلمانوں کے لئے یہ اجتماعیت ایک بہت بڑی نعمت تھی، کیونکہ اس کی آغوش میں ان کا ایمان اور ان کی شناخت کی طاقت محفوظ تھی۔ جب کوئی گروہ اللہ کی رضا کے لئے ایک مشترکہ نمازی طور پر کلٹھا ہوتا ہے تو وہ نہ صرف اپنی عبادت کو نفوس کی درستگی کی طرف لے دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے ائمہ شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تحسیز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علام اقبال اور پن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنس، گیس پپر زفری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایل کی مشقیں دیتے ہیں۔

جاتا ہے بلکہ اس کے نتیجے میں ایک حقیقت بھی موجود ہوتی ہے کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کی ایک ہی راہ پر چل رہے ہیں۔

قبلہ کی تبدیلی کی حکمت ساتھ تعلق میں کوئی مستقل حیثیت نہیں ہے، بلکہ ہر چیز اللہ کی رضا کے تابع ہے۔ یہ آیات اس بات کی نشانہ ہی کرتی ہیں کہ اللہ کی طرف سے دی گئی ہدایت ہمیشہ انسان کے بہتر بھلے کے لئے ہوتی ہے۔ یہ حکمیت ہمیں یہ واضح کرتی ہیں کہ بھی کبھی اللہ اپنی نئی ہدایتوں کے ذریعے ہمارے لئے بہتر موقع بنادیتا ہے۔ جیسا کہ تحویل قبلہ کے واقعہ میں ہوا، مکہ کی طرف رخ اختیار کرنے کا مطلب یہ تھا کہ اب مسلمان نے اپنی شناخت کو دوبارہ زندہ کرنا تھا۔ اس تبدیلی نے نصف ایک عبادتی طرز کی نمایاں کیا بلکہ یہ مسلمانوں کو اللہ کے قریب کرنے کا بھی سبب بنی۔

ایمان کی مضبوطی

تحویل قبلہ کا واقعہ مسلمانوں کے ایمان کو مضبوط کرنے کا ذریعہ بھی تھا۔ جب انہیں مکہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا گیا تو ان میں ایک نئی زندگی کی امید بیدار ہوئی۔ یہ تبدیلی ان کے لئے ایک زبردست روحانی ارتقاء ہے۔ کاموں بھی، اور یہ اتحاد و تکہی کی علامت بھی، جواب بھی مسلمان معاشرت کی بنیاد ہے۔ اس تبدیلی نے ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کے دلوں میں امید و یقین کا چراغ روشن کر دیا کہ اللہ کی طرف سے آئے والی ہدایت ہمیشہ بہتر ہوتی ہے۔ یہ واقعہ اس بات کا بھی نشان بن گیا کہ جب بھی مسلمان کسی نئے چیਜ کا سامنا کرتے ہیں، تو انہیں اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، تاکہ وہ اللہ کی راہ میں کامیاب ہوں۔

کامیاب امتحان

تحویل قبلہ کا ایک امتحان کے طور پر بھی دیکھا جاتا ہے جس نے مسلمانوں کی صبر اور ایثار کا بلا خیز کاموں فراہم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس تبدیلی کے ذریعے مسلمانوں کو یہ سمجھایا کہ ان کے ایمان کی قیمت کا امتحان اسی وقت ہوتا ہے جب وہ اپنی روایات اور رسومات میں تبدیلی کو قبول کرتے ہیں۔ اس واقعہ کے بعد مسلمانوں نے اپنے دلوں میں اللہ کے وعدے پڑھو سکیا کہ اللہ کے راستے میں کامیابی ہمیشہ اس کی راہ پر چلنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اس امتحان نے ان کے عزم و ہمت کو مزید بڑھایا، اور انہیں اس بات کی قسم دی کہ اللہ کی راہ میں ہر تبدیلی میرے بندوں کے نق میں ہوتی ہے۔

روحانیت کا دوبارہ احیاء

تحویل قبلہ کا واقعہ مسلمانوں کے لئے روحانیت کے دوبارہ احیاء ہے۔ کامیابی کو مکہ کی طرف مڑکنماز پڑھنا شروع کیا تو اس کا مقصد محض ایک جسمانی تبدیلی نہیں تھا بلکہ یہ ان کے روحانی سفر کا بھی آغاز تھا۔ یہ تبدیلی ان کے لئے ایک نئی زندگی کی علامت بھی، اور ان کے دین کی روحانی حیثیت کو مزید متحكم کرگئی۔ مسلمانوں کے لئے یہ وقت اپنی عبادات کو بہتر بنانے کا بھی موقع تھا۔ ایک نئی سمت میں نماز پڑھنے کے ذریعے وہ اپنی روحانی حالت میں بہتری لایا جاسکتے تھے۔ یہ آیات اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ جب اللہ کی جانب سے کوئی تبدیلی آتی ہے تو اس کا مقصد ہمیشہ روحانی تربیت اور ترقی ہوتا ہے۔

چہاد کا احساس

تحویل قبلہ کے واقعہ نے مسلمانوں میں جہاد کے احساس کو بھی بیام کیا۔ جب انہیں اپنے قبلہ کی تبدیلی کا حکم دیا گیا تو وہ جان گئے کہ انہیں اپنی دین کی حفاظت کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا ہوگا۔ یہ واقعہ ان کے لئے ایک نیا عزم اخذ کرنے کا موقع تھا کہ وہ اپنے دین کی اہمیت کو اچھیں اور اپنی عبادات میں دل سے لگن دکھائیں۔ یہ جہاد کا احساس انہیں اپنے دین کی رہنمائی کے لئے آگے بڑھنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ یہ اسلامی احکامات کی بھروسی کی ایک علامت بھی ہے جو کہ مسلمانوں کے دل میں دین کے لئے محبت اور عقیدت میں اضافہ کرتا ہے۔ تجویل قبلہ کے واقعہ نے اسلامی اخوت کا مظہر بھی پیش کیا۔ جب مسلمان ایک نئی سمت میں نماز پڑھنے لگے تو انہیں آپس میں جڑنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ یہ انہیں اسلامی معاشرت میں اتحاد کی اہمیت کو سمجھاتا ہے۔ جب سب ایک ہی رخ میں نماز پڑھتے ہیں تو ان کے درمیان قربت پیدا ہوتی ہے، جو کہ ایک مضبوط معاشرت کی بیاند ہے۔ اسلامی اخوت کا یہ مظہر اس بات کی نشانی ہے کہ دین نے مسلمانوں کو ایک جگہ جمع کیا ہے۔ آج بھی یہ اتحاد مسلمانوں کے دلوں میں اسی طرح موجود ہے، اور یہ ان کے عقیدے کی مضبوطی کی علامت ہے۔

چہالت کے خاتمہ کا اصول: تجویل قبلہ کا یہ واقعہ چہالت کی حالت کے خاتمے کا بھی اصول ہے۔ جب کوئی قوم اپنی کتابوں، اپنی روایات اور اپنے رسماں و رواج کی بنیاد پر چلتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی روایات کے باوجود حق کی تلاش میں ہیں۔ مگر جب انہوں نے اپنے قبلہ کو تبدیل کیا تو یہ ایک نئی روشنی کی علامت بھی جس نے انہیں اس بات کا یقین دلایا کہ دین کے اصول ہمیشہ روشنی کی طرف جاتے ہیں۔ یہ آیات یہ بھی ثابت کرتی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کی ہدایت کے راستے میں انقلاب برپا کرتا ہے تو یہ صرف ایک ظاہری تبدیل نہیں ہوتی، بلکہ اس میں باطنی انقلاب کا بھی عنصر شامل ہوتا ہے۔ یہ بات ان کے دین کی رہنمائی کے لئے ایک اصول بن جاتی ہے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے ائرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تحسیز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علام اقبال اور پنیونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنس، گیس پپر زفری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایل کی مشقیں دیتے ہیں۔

اللہ کے وعدے کی صداقت

تحویل قبلہ کا یہ واقعہ اللہ کے وعدے کی صداقت کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ جب اللہ اپنی طرف سے ہدایت دیتا ہے تو وہ ہمیشہ اپنے بندوں کے بہترین مفاد کے لئے ہوتا ہے۔ اس واقعے کے بعد مسلمانوں کو یقین دلایا گیا کہ اللہ اپنے بندوں کی دعاوں کو سننے والا ہے، اور یہی وعدہ انہیں مدد کرتا رہتا ہے۔ یہ آیات اس بات کی کثرت کرتی ہیں کہ اللہ کی صداقت پر یقین رکھنا نہ صرف ضروری ہے بلکہ یہ مسلمان کے ایمان کی اساس ہے۔ جس طرح اللہ نے اپنے نبی کو ہدایات دیں، اسی طرح آج بھی مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے اللہ کی کتاب موجود ہے جو کہ ان کے دلوں میں اپنے ایمان کی روشنی پیدا کرتی ہے۔

اسلامی تعلیمات کی عملی شکل

تفکیل قبلہ کے واقعے نے اسلامی تعلیمات کی عملی شکل بھی فراہم کی۔ یہ بات واضح ہے کہ واقعی طور پر یہ اسلامی تعلیمات کی ایک جیتاں حیثیت کو دور کرتی ہے۔ مسلمانوں کے لئے یہ ایک شاندار موقع تھا کہ وہ اپنے عملی دین کی صورت گری کریں، جو ان کی زندگیوں میں روحانی روشنی پیدا کرتا ہے۔ یہ آیات اس بات کی بھی عکاسی کرتی ہیں کہ دین کا ہر اصول اپنے اندر ایک جامعیت رکھتا ہے، جو کہ آخر کار مسلمانوں کی محبت اور رحمت کو بڑھاتا ہے۔ اس طرح، یہ دین کی عملی تشریع کے حوالے سے ایک بھرپور درس بھی ہے، جس کی بنیاد پر آج بھی مسلمانوں کی زندگیوں میں مختلف پہلوؤں میں بصیرت محسوس کی جاسکتی ہے۔ تحویل قبلہ کا یہ واقعہ اللہ کی طرف سے اظہار اطاعت کا بھی موقع فراہم کرتا ہے۔ جب مسلمانوں نے اپنے رب کی آواز سننے ہوئے اپنے قبلے کی تبدیلی کا فیصلہ قبول کیا تو یہ ان کی عقیدت اور محبت کی اعلیٰ درجہ کا مظہر تھا۔ یہ ایک ایسی مثال ہے جو ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ خدا تعالیٰ اطاعت میں کبھی بھی کسر نہیں رہنی چاہئے۔ یہ آیات ہمیں یہ احساس دلاتی ہیں کہ اللہ کی اطاعت ہمیں سکون عطا کرتی ہے اور ہماری روحانی حالت کو بھی بہتر بناتی ہے۔ اس طرح، یہ واقعہ ہمیں ہمیشہ اللہ کی راہ پر چلنے کا درس دیتا ہے، چاہے حالات کیسے بھی ہوں۔

عبادت کا مقصد

سورہ بقرہ کی آیات میں تحویل قبلہ کا یہ خیال عبادت کے اصل مقصد کی تبیہ بھی کرتی ہیں۔ عبادت کا مقصد نہ صرف اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے بلکہ یہ ہمیں ایک ایسی تربیت فراہم کرتی ہے جو کہ ہماری زندگی کے ہر پہلوؤں کا رامد ہوتی ہے۔ یہ آیات ہمیں یہ سمجھاتی ہیں کہ عبادت کا مقصد صرف رسمی طور پر انجام دینا نہیں ہے، بلکہ ان کے پیچھے روح کی پاکیزگی کا ہونا بھی ضروری ہے۔ یہ بات ہمیں ہے کہ مسئلہ صرف قبلے کی تبدیلی کا نہیں بلکہ عبادت کے اصل مقصد کی پہچان کا بھی ہے۔ ہم جب اپنے دل کی گہرائیوں سے عبادت کرتے ہیں تو ہم اللہ کے حوالے سے ایک نئی روشنی حاصل کر لیتے ہیں۔

ہدایت کی طلب

تحویل قبلہ کا یہ واقعہ بھی ہدایت کی طلب کی نشانی ہے۔ جب اللہ کی طرف سے ہدایت کا اعلان کیا جاتا ہے تو ہمیں کی فرماداری ہے کہ وہ اپنی صفائی کرتے ہوئے اس ہدایت کو قبول کرے۔ یہ آیات ہمیں متنبہ کریں ہیں کہ ہدایت کی طلب میں ہمیشہ ثابت قدم رہنا چاہئے، کیونکہ اللہ ہی ہدایت کا علم رکھتا ہے۔ یہ ہدایت صرف ظاہری نہیں ہوتی بلکہ باطنی بھی ہوتی ہے، جو کہ انسان کے ایمان کی تقویت کے لئے ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تحویل قبلہ کی ہدایت ہمیں اہل ایمان کی ایک نئی شناخت عطا کرتی ہے، جو ان کے دین کی بنیاد و مکتمل کرنی ہے۔ یہ آیات مسلمانوں میں ہم اہلی اور اتحادی طرف بھی اشارہ کرتی ہیں۔ جب مسلمان اپنے قبلہ کی تبدیلی کو قبول کرتے ہیں تو یہ ان کے درمیان ایک نئی روح پھونک دیتی ہے، اور وہ ایک نئی شناخت کے ساتھ ایک دوسرے کے قریب آ جاتے ہیں۔ یہ ہم اہلگی ان کی عبادات میں مزید قوت اور روحانی رنگ بھرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ آیات مسلمانوں کی روایتی تاریخ میں ایک بڑی حیثیت رکھتی ہیں، جو کہ انہوں نے اپنے دین کی رہنمائی میں ایک نئی روشنی پیدا کی۔

اختتام

نتیجتاً، سورہ بقرہ کی آیات 142 سے 150 کا تحویل قبلہ کا واقعہ اسلامی تاریخ میں ایسے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس واقعے میں اللہ کی حکمت، مسلمانوں کی ایمان کی مضبوطی، اور اجتماعی اتحاد کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ یہ آیات ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ اللہ کے راستے پر چلنے میں کبھی بھی تردید نہیں ہونی چاہئے، چاہے حالات کتنے ہی مشکل کیوں نہ ہوں۔ یہ واقعہ مسلمانوں کے لئے ایک سبق ہے کہ وہ اپنی شناخت کو بہتر بنائیں، اپنے ایمان کی پیشگوئی کو سمجھیں، اور اللہ کی راہ پر چلتے رہیں۔ اس طرح، مسلمان ایک مضبوط قوم کی حیثیت میں اپنے دین کی رہنمائی کرتے ہوئے اپنی منزل حاصل کرتے ہیں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے ائرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسیز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔